مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب صواتی

کا

ایک مفید اور اہم مکتوب

از جناب مولانا قاضی محمد عمران خاں صاحب مفتی ٹونک

"برہان" ماہ اپریل سنہء کے شمارے میں جناب خان غازی خاں کابلی کا مضمون "جنگِ آزادی کے دو جلیل القدر مجاہد" اور ماہ فروری سنہء کے شمارے میں جناب حفیظ الرحمٰن صاحب العمریؔ کا مضمون "ایک مشہور گمنام کی وفات" پڑھے گئے دونوں مضامین، مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب صواتی سے متعلق ہیں۔ میرے پاس حکیم صاحب مرحوم کا ایک خط محفوظ ہے۔ چوں کہ یہ مکتوب، حکیم صاحب مرحوم کی سرگذشت پر بھی مشتمل ہے، اس لئے قارئین "برہان" کا بھی اس سے باخبر ہونا مفید سمجھا گیا۔

سنہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ میں اپنے والد صاحب مرحوم مولانا قاضی حکیم محمد عرفان[1] خاں صاحب ناظم شریعت ٹونک کے انتقال کے بعد اپنے اجداد اور خاندان کے ذی علم افراد کا تذکرہ "تاریخ عرفانی" کے نام سے ترتیب دے رہا تھا کہ "معارف" یا "برہان" کے کسی مضمون کے ذریعہ حکیم صاحب مرحوم سے غائبانہ تعارف پیدا ہوا

---

[1] المتوفی سنہ ۱۹۶۲ء

ہمارا خاندان بھی چوں کہ پکلئ اور تورو علاقہ صوات سے منتقل ہوکر رام پور اور ٹونک آباد ہوا تھا، اس لئے "سوات" کے اس رشتہ سے، میں نے، سابق کسی تعارف کے بغیر، خاندان کے چند قدیم ترین افراد کے نام لکھ کر، مولانا مرحوم سے کچھ معلومات فراہم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مرحوم نے اگرچہ اس سلسلہ میں مزید کوئی رہنمائی نہیں فرمائی لیکن اپنے اخلاق کریمانہ کے تحت، اس خط میں وہ تاریخی باتیں تحریر فرمادیں جو شاید آسانی سے فراہم نہ ہوپاتیں۔

مکتوب ہذا میں مولانا مرحوم کی ابتدائی سرگذشت، سنین کے تعین کے ساتھ بالاختصار آگئی ہے، اس لئے پورا خط، قارئین "برہان" کے مطالعہ کے لئے پیش ہے تاکہ اس طرح تاریخ کے صفحات پر بھی محفوظ رہ سکے۔ اصل خط اس طرح ہے:-

ہوالرحمٰن

۱۳۱ چنمبکارا اسٹریٹ ۵/دسمبر ۱۹۶۶ء

امبور۔۔(این اے)

عزیز محترم و فاضل افخم محمد عمران صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک ماہ قبل آپ کا مکتوب گرامی نظر سے گذرا تھا۔ دوسرے روز میں مدراس کو علاج معالجہ کے سلسلہ میں گیا۔ ایک ہفتہ بعد واپس امبور آیا۔ لیکن آپ کا والا نامہ گھر میں موجود نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ میرا پسر خورد جو میسور گیا ہوا ہے وہ اپنے ساتھ آپ کے والانامہ کو بھی لے گیا ہے۔ دس بارہ دن کے بعد میسور سے ایک شخص کا خط آیا

کہ آپ کا فرزند میسور آکر سخت علیل ہوگیا ہے اور اب ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ دو ہفتے تک ہسپتال میں زیرِ علاج رہا اب صحت یاب ہوکر ۲؍ دسمبر کو وہاں سے روانہ ہوکر ۳؍ دسمبر کو امبور آگیا۔ اور آپ کا والا نامہ مجھے دے دیا۔ اب آپ کے مکتوبِ گرامی کا جواب دے رہا ہوں۔ میں تھانہ سوات ایجنسی مالاکنڈ کا باشندہ ہوں۔ میری پیدائش ۱۳۱۳ھ[1] کی ہے۔ تمام علوم سے فارغ ہوا تو طب پڑھنے کے لئے ۱۹۱۱ء کو دہلی آیا۔ ایک سال تو دہلی میں تعلیم پاتا رہا۔ پھر لکھنؤ جاکر وہاں تعلیم پاتا رہا۔ ۱۹۱۴ء میں سند ملی۔ اس وقت جنگ عمومی شروع تھی۔ پھر حکومتِ ترکی نے جرمنی کا ساتھ دے کر انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئی۔ ہندوستان کے اکثر مسلمانوں نے "انما المؤمنون اخوۃ" پر عمل کیا اور انگریزی حکومت کے خلاف علَمِ بغاوت بلند کیا۔ میں لکھنؤ سے پشاور گیا۔ وہاں معلوم ہوا کہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب (ٹونکی) صدر مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی نے حاجی صاحب ترنگزئی کو آمادۂ جہاد کر دیا ہے۔ حاجی صاحب موصوف کے مرید تمام سرحد کے باشندے تھے۔ میں بھی اُن میں شامل ہوگیا اور براہِ سدم بُنیر پہنچے اور بُنیر کے تمام مسلمانوں کو آمادۂ جہاد کر دیا اور انگریزی

---

[1] جناب حفیظ الرحمٰن صاحب العمری نے اپنے مضمون میں حکیم صاحب مرحوم کی تاریخ پیدائش شوال ۱۳۰۱ھ تحریر کی ہے۔ یہاں اس خط میں مولانا اپنے قلم سے ۱۳۱۳ھ تحریر فرماتے ہیں۔ صحت ضروری ہے۔ سال انتقال بھی کاتب کی غلطی سے صحیح درج نہیں ہوا ہے اس کی تصحیح بھی ہوجانا چاہیئے۔

حکومت سے نبرد آزما ہو گئے۔ دو مہینہ تو یہی حالت رہی اور انگریزی فوج کو بہت نقصانات پہنچائے اور بہت سا اسلحہ ہاتھ آیا۔ پھر انگریزی حکومت نے بنیر کے لوگوں کو خفیہ طریقہ سے رشوت دی اور بنیر کے باشندے ہم سے الگ ہو گئے اور جہاد سے بر طرف ہو گئے نتیجہ یہ نکلا کہ مجاہدین کو سخت نقصانات ہوئے۔ مجبوراً بنیر سے براہ سوات ہم لوگ باجوڑ گئے اور وہاں کے لوگوں کو آمادۂ جہاد کر دیا۔ تین ماہ تک شاندار طریقے سے جہاد اور انگریزی حکومت کو بہت نقصان ہوا۔ پھر یہاں بھی انگریزی حکومت نے باشندگان باجوڑ کو رشوتیں دیں اور وہ ہم سے الگ ہو گئے۔ مجبوراً ہم مہمند چلے گئے اور تین مہینہ خوب جہاد میں مصروف رہے۔ پھر یہاں کے باشندوں کو بھی رشوت دے کر ہم سے الگ کر دئے۔ حاجی صاحب ترنگزی تو مہمند میں رہے۔ البتہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب کے ساتھ میں بھی افغانستان گیا۔ کچھ دن جلال آباد میں اور کچھ دن کابل میں قیام رہا۔ اتنے میں جنگ عمومی ختم ہو گئی اور جرمنی کو شکست ہو گئی اور انگریز کامیاب ہو گئے۔ مولانا سیف الرحمٰن صاحب کے بال بچہ ریاست ٹونک میں تھے۔ جب سے جہاد میں شریک ہوتے، اپنے بال بچہ کا کچھ حال معلوم نہ تھا اور نہ اُن کے خورد و نوش کا علم تھا۔ مجبوراً انھوں نے مجھے آمادہ کر دیا کہ میں ہندوستان

لہ آپ، مولوی دوست محمد صاحب کابلی، ناظم عدالت شرعیت ٹونک المتوفی ۱۳۳۵ھ کے داماد تھے، اُس وقت مولوی سیف الرحمٰن صاحب کی اہلیہ محترمہ اور بچے ٹونک ہی میں مقیم تھے۔

جا کر ان کے بال بچہ جو ریاست ٹونک میں مقیم ہیں اُن کے حالات سے اطلاع دوں اور تین آدمیوں کا پتہ دیا کہ ان سے مل کر میرے بال بچہ کے واسطے ان سے رقم حاصل کر کے ٹونک لے جا کر بال بچہ کو دے دیں۔ چنانچہ میں آیا اور دہلی اور بمبئی سے ڈیڑھ ہزار روپیہ ٹونک لے جا کر اُن کے وہاں دے دیا۔ واقعی وہ بہت تکلیف میں مبتلا تھے۔ پھر جب گورنمنٹ کا کمیونک شائع ہوا کہ بنیر، باجوڑ اور مہمند کی لڑائی میں جو کوئی شریک تھے اب ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ دیکھتے ہی میں فوراً وطن گیا۔ پھر ۱۹۱۸ء میں دہلی کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاس تھے، ان میں شرکت کے لئے میں دہلی آگیا۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری مسلم لیگ کے استقبالیہ کمیٹی کے صدر تھے انھوں نے خلافت کی تحریک بہت زور سے کی تھی اور ہر صوبہ کو نمائندے بھیجے تھے کہ اس تحریک کو خوب چلا دیں۔ انھوں نے مجھے مدراس بھیج دیا کہ خلافت کی تحریک، میں، صوبۂ مدراس میں شروع کروں۔ چنانچہ میں مدراس آیا اور تحریک خلافت میں نے بڑے شوق سے شروع کی اور ۱۹۲۲ء میں جیل گیا۔ اُس وقت سے میں اب تک مدراس اور کبھی واشبازی اور کبھی ملیبار اور کبھی امبور میں رہا اور اب تو عرصۂ دراز سے امبور میں اقامت پذیر ہوں۔ وطن کو نہیں گیا ہوں۔ ۱۹۱۹ء سے دہلی سے جب جنوبی ہند آیا ہوں پھر واپس نہیں گیا ہوں اس لئے گذارش ہے کہ آپ نے جن بزرگوں کا نام لیا ہے، ان کے حالات سے واقف نہیں ہوں۔ زیادہ والسلام۔

العبدالمذنب

فضل الرحمن سواتی